حافظ راشد الحق حقانی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی خدمت میں پانچ روز

(قسط اول)

حضرت علی میاں مدظلہ سے عشق ولگاؤ تو لاشعوری کے دور سے ہی تھا۔ جب راقم نے سات سال کی عمر میں پہلی مرتبہ دیوبند کے صدسالہ اجلاس میں حضرت کی تقریر سنی (اس تقریب میں حضرت والدصاحب مدظلہ اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے بھی مقالات پیش کئے تھے۔ اگرچہ اس کو ایک عرصہ گزرگیا لیکن دیوبند کے صدسالہ اجلاس کے مناظرو نقوش اور خوش گواریادیں اب تک دل ودماغ پر ثبت ہیں۔ ع مجھے یاد ہے وہ ذرا ذرا ....)

جب شعوروآگہی کی منزلوں سے میں کوسوں دور اور ناآشنا تھا۔ لیکن

؎ اس وقت سے میں تیرا پرستار حسن ہوں دل کو میرے شعور محبت بھی جب نہ تھا

اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اور راقم کتاب اور قلم کے قابل ہوا تو حضرت والد صاحب نے حضرت علی میاں کی کتابیں پڑھنے اور مطالعہ کیلئے دیدیں۔ اور پھر میں ان کے خامہ معجزرقم کی گوہرافشانی اور قوت بیانی سے مسحور ہوتا گیا اور دھیرے دھیرے انہی کا ہوگیا۔ خصوصاً والد صاحب نے" تاریخ دعوت وعزیمت" اور" کاروان زندگی" اور استاذی جناب فانی صاحب نے" پرانے چراغ" کے مطالعہ کا مشورہ دیا۔ جب بندہ نے ان کتابوں کا مطالعہ شروع کیا تو حیرت واستعجاب کی عجیب کیفیات اور جذبات سے دوچار ہوا۔ میں امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کا شیدائی اور پرستار اور روحانی مرید تو تھا ہی لیکن وہ تو ہمارے عہد سے بہت آگے گزرچکے ہیں۔ پھر ہمارے عہد میں آپ جیسی اولوالعزم عظیم شخصیت کا ہونا ہمارے لئے ایک نعمت غیرمترقبہ سے کم نہیں اور خوشی ہوئی کہ کاروان اسلاف کے اصحاب دعوت وعزیمت اب بھی اس وقت موجود ہیں۔ جن کے دم سے ہی علم وعرفان کی شمعیں آج کے تاریک دور میں بھی فروزاں ہیں۔

ع ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

حضرت کا علمی کام اوردینی لٹریچر (جو دنیا کی اکثر بڑی زبانوں میں شائع ہوگیا ہے) اوردرجنوں

کتابیں تاریخ کی آواز ہیں جو ہم جیسے تازہ واردان بساط لوح وقلم کیلئے سنگ میل کادرجہ رکھتی ہیں ۔ آپکی روحانی مجلس اور پاک صحبت میں رہ کر یہ ناکارہ وناتواں بھی حضرت کی توجہات روحانی مجالس، مواعظ ونصائح، نکتہ آفرینی اوردعاؤں سے یہ تہی دست اور بے بضاعت بھی خوب مالامال ہوگیا ۔ اور اب

دل میں سما گئیں ہیں قیامت کی شوخیاں دوچار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں

گذشتہ ماہ اچانک معلوم ہوا کہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ لاہور رابطہ ادب اسلامی کے کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر لاہور تشریف لارہے ہیں ۔ لیکن یقین نہیں آرہا تھا کہ حضرت کی عمر اور ضعف اور پھر بے پناہ مصروفیات کے ہوتے ہوئے وہ پاکستان تشریف لارہے ہیں ۔ بہرحال دل میں جذبات اور عقیدت کا سمندر بے قابو ہونے لگا ۔ اور حضرت والد صاحب مدظلہ سے مشورہ کرکے اس خبر کی تصدیق کرنی چاہی ۔ تو میزبان حضرات اور کراچی میں حضرت کے رشتہ داروں کے ہاں فون پہ معلوم کیا لیکن کنفرم نہیں ہورہا تھا ۔ پھر دہلی میں جناب مولانا عبداللہ عباس ندوی کے ہاں معلوم کیا ۔ وہاں سے بھی کوئی تسلی بخش معلومات نہ ہوسکیں پھر ندوۃ العلماء فون کیا اور حضرت مولانا محمد رابع ندوی مہتمم ندوۃ العلماء سے بات ہوئی تو آپ نے بتایا کہ ممکن ہے ایک دو روز میں حضرت تشریف بشرط صحت لائیں ۔ والدصاحب مدظلہ نے حضرت علی میاں مدظلہ سے فون پر بات کرنے کی خواہش ظاہر کی ۔ حضرت اس وقت تشریف فرما نہ تھے دوبارہ آدھے گھنٹے بعد جب فون ملایا تو دوسری جانب سے خود حضرت علی میاں مدظلہ نے فون اٹھایا ۔ والدصاحب کا حضرت علی میاں مدظلہ کے ساتھ گذشتہ تیس پینتیس برس سے رشتہ اخلاص ومحبت چلا آرہا ہے نے عقیدت ومحبت اور اخلاص کے ڈوبے ہوئے لہجے میں حضرت سے تفصیلی بات کی ۔ اور اکوڑہ آنے کی دعوت دی ۔ اور حضرت علی مدظلہ سے فرمایا کہ آپ کا ایک عاشق، عقیدت کیش اور نیازمند سلام کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ اور ریسور میرے ہاتھ میں دیا ۔ ادھر میرا حیرانی اور خوف اور حضرت کی شخصیت کے رعب اور دبدبہ اور انکے اونچے مقام کے ہاتھوں ذہن اور زبان ساتھ نہیں دے رہے تھے ۔ اور ایک دو منٹ تک گفتگو کی سعادت حاصل کی ۔ اور اکوڑہ خٹک آنے کی دعوت دی ۔ حضرت نے فرمایا کہ اکوڑہ تو میں کئی مرتبہ آیا ہوں اور انشاء اللہ اگر حالات اور صحت نے ساتھ دیا ۔ تو ضرور دارالعلوم آؤنگا ۔ اس کے بعد حضرت والدصاحب مدظلہ کیساتھ لاہور جانے کی تیاریاں شروع کیں اور جوں جوں حضرت کے پاکستان آنے میں وقت کم ہونے لگا ادھر شوق وصال اور تمنائے بے تاب اور بے قراری بڑھتی گئی گویا

؎ وعدہ وصل چوں قریب شود• آتش شوق تیز تر گردد

۲۳ کی شام لاہور پہنچ گئے حضرت ایک دن پہلے دہلی سے تشریف لا چکے تھے ۔ صبح دو روزہ رابطہ ادب اسلامی عالمی (پاکستان) کے زیر اہتمام الحمراء ہال میں کانفرنس کا افتتاح ہو رہا تھا جس میں دنیا بھر کے ممتاز علماء ، دانشور ، ادیب ، پروفیسرز ، شاعر اور صحافی حضرات شرکت کر رہے تھے ۔ سابق صدر مملکت فاروق لغاری بھی حضرت مدظلہ کی مجلس کی سعادت حاصل کرنے کیلئے مہمان خصوصی تھے ۔ صبح دس بجے الحمراء ہال بھرا ہوا تھا اور مہمان حضرات اپنی نشستوں پر تشریف فرما تھے ۔ اور سب کی نگاہیں صدر دروازے پر لگی ہوئی تھیں کہ کب حضرت تشریف لاکر ہال کو عزت اور شرف بخشیں گے ۔ چند لمحوں بعد حضرت تشریف لائے اور تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا ۔ جس میں قاری سید صداقت علی نے سورۃ رحمان کی تلاوت بڑے دلنشین انداز میں فرمائی ۔ اس کے بعد صدر رابطہ ادب اسلامی پاکستان ڈاکٹر ظہور احمد اظہر وائیس پرنسپل اورینٹیل کالج لاہور نے خطبہ استقبالیہ دیا ۔ اس سیمنار کے کامیاب انعقاد اور حضرت علی میاں مدظلہ کی آمد کو یقینی بنانے میں آپ کا اور خصوصاً جامع اشرفیہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا فضل رحیم صاحب مدظلہ کا بڑا ہاتھ ہے ۔ انہی کے طفیل حضرت سے ہم جیسوں کو ملنے کا بلکہ ساتھ رہنے کا موقع میسر ہوا ۔ خطبہ استقبالیہ کے بعد حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے دست راست اور قریبی عزیز اور ندوۃ العلماء کے مہتمم جناب مولانا محمد رابع ندوی نے تقریب کے انعقاد اور رابطہ کے بارے میں معلومات کے متعلق اظہار خیال فرمایا ۔ پھر حضرت علی میاں مدظلہ کی شخصیت جو کہ اس مبارک مجلس کی شمع محفل تھی کا خطاب تھا ۔ اور جس کو سننے کیلئے کان مدتوں سے ترس رہے تھے ۔ آج کے دن ہماری خوش قسمتی تھی کہ تصورات اور تخیلات کا ہالہ بدر کامل کی صورت میں ہمارے درمیان نہ صرف موجود تھا بلکہ ہم اس رشد وہدایت کے بدر کامل سے استفادہ بھی کر رہے تھے ۔ حضرت کی تقریر سے قبل تقریب کے میزبان جناب ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی نے آپ کو خطاب کی دعوت دی لیکن اس سے قبل فارسی کا ایک شعر پڑھا ۔ جس پہ ہم جیسے پھڑک اٹھے ۔

؎ ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ بر کف به امید روز آں کہ بہ شکار خواہی آمد

خطاب شروع ہوا اور الحمراء کے پورے ہال میں خاموشی طاری ہوگئی ۔ صرف سینوں میں بے تاب دھڑکنوں کا شور تھا حضرت مدظلہ کا خطاب فی البدیہہ تھا لیکن علم ودانش فکر وآگاہی اور قرآنی استحضار اور حضرت علامہ اقبالؒ کے اشعار کا ایک سمندر تھا جو موجزن تھا اور سامنے بھی تشنگان علم وحکمت تھے ۔ جو دیدہ تر ، بے تاب دھڑکنوں اور بے چین کانوں سے اپنے اپنے ظرف کے

مطابق استفادہ کر رہے تھے ۔ حضرت مدظلہ نے رابطہ کے اغراض ومقاصد کے بارے میں فرمایا کہ اس وقت عالم اسلام سمیت دنیا بھر میں ایسا بیہودہ لٹریچر ادب کی صورت میں آرہا ہے جس سے عالم اسلام کے نوجوانوں پر بڑا برا اثر پڑ رہا ہے ۔ ضروری ہے کہ اسلامی ذہن رکھنے والے دانشور علماء اور ادیب اس کیلئے تیاری کریں اور مقابلہ میں اچھا اسلامی مفید ادب پیش کریں ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے لاہور شہر کو خراج تحسین پیش کیا کہ یہ اولیاء ومشائخ علماء اور شعراء کا شہر ہے ۔اور اس شہر کی امتیازی خصوصیت عالم اسلام کے عظیم انقلابی شاعر حضرت علامہ اقبال کا تعلق بھی اسی شہر سے ہے ۔ آپ نے حضرت علامہ کے کئی اشعار اپنے خطاب میں والہانہ انداز میں سنائے ۔ آپ کا پسندیدہ شاعر علامہ اقبال ہیں اور آپ نے حضرت اقبال پر کافی ٹھوس اور مفید اور منفرد کام کیا ہے ۔ آپکے خطاب کے بعد چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت جناب میاں محبوب احمد صاحب نے اپنا گراں قدر مقالہ سنایا جس کو سن کر قارئین جھوم اٹھے ۔ آپ نے حرمین شریفین کے سفرنامے جدید چیلنجز کے موضوع پر بہت ہی خوبصورت انداز میں مقالہ سنایا ۔ تقریب کے اختتام پر حضرت والد صاحب مدظلہ نے ان کو خصوصی خراج تحسین پیش کیا ۔ آپ کا مقالہ وسیع مطالعہ اور علم ونظر کا ایک بہترین مصداق تھا ۔ آخر میں صدر مملکت نے بھی خطاب فرمایا ۔ اور اپنے خطاب میں حضرت علی میاں مدظلہ اور رابطہ کے میزبان حضرات کو خراج تحسین پیش کیا ۔ آخر میں علی میاں مدظلہ نے دعا فرمائی ۔ پھر تقریب کے بعد الحمراء ہال نمبر ۳ کی گیلری میں مختلف کتابوں اور حرمین شریفین کے سفرناموں کی نمائش کا افتتاح ہوا ۔ پھر جامعہ اشرفیہ کی جامعہ مسجد میں حضرت کا خطبہ جمعہ تھا جس میں حضرت نے پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو درپیش مسائل کے بارے میں تفصیلی اظہار خیال فرمایا اور خصوصی نصیحت فرمائی کہ رسومات وبدعات اور جہیز کی لعنت سے اجتناب کیا جائے ۔ نماز جمعہ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب نے پڑھائی ۔ نماز جمعہ میں سابق صدر فاروق لغاری نے بھی شرکت کی ۔ بعد میں جامعہ اشرفیہ میں مہمانوں کو پر تکلف ظہرانہ دیا گیا ۔ حضرت کو بہت بڑے ہجوم کے درمیان سے حضرت والد صاحب نے سہارا دیکر اپنی رہائش گاہ تک پہنچایا ۔ آپکی میزبانی کا شرف برادرم جناب مولانا اجود صاحب کے حصے میں آیا اور آپ نے پانچ روز میں مہمانوں اور حضرت مدظلہ کا شایان شان انتظام فرمایا ۔ رہائش گاہ پہنچ کر حضرت کافی تھک چکے تھے کہ تھوڑی دیر استراحت فرمائیں ۔ والد صاحب مدظلہ نے اس ناکارہ کا تعارف کرایا حضرت علی میاں مدظلہ نے کافی شفقت ومحبت سے نوازا ۔ اور میں نے انکی ٹانگیں دبانے کی سعادت حاصل کی ۔ والد صاحب نے فرمایا کہ اسکو بھی آپ سے میری طرح عشق ومحبت اور عقیدت

ہے ۔ اور کچھ کچھ لکھنے کا شوق بھی ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں دوسال قبل آپکی زیارت کے لیے لکھنو آنا چاہتا تھا اور ہندوستان کے ہائی کمشنر مسٹر ایس ۔ کے لامبا نے خصوصی ویزہ کے سلسلے میں کافی تعاون بھی کیا ۔ کیونکہ وہ بھی مولانا آزادؒ کے بڑے مداح تھے (درمیان میں حضرت نے پوچھا کہ کیا وہ ہندو تھے میں نے کہا جی ہاں) لیکن حکومت پاکستان نے اجازت نہیں دی اور میں نے حضرت سے کہا کہ کئی مرتبہ آپکو خط لکھنے کی جسارت کرنا چاہی لیکن جرات نہ ہوئی ۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ ضرور مجھے خط لکھیں میں انشاء اللہ جواب دوں گا ۔ پھر حضرت سے ان کی کتابوں کے بارے میں بات چیت ہوئی ۔ حضرت نے فرمایا کہ "تاریخ دعوت وعزیمت" پڑھو ۔ میں نے کہا کہ الحمدللہ پڑھ چکا ہوں اسی طرح "کاروان زندگی" کے متعلق فرمایا میں نے عرض کی کہ میں نے "کاروان زندگی" کی ششم جلد پر تبصرہ کیا ہے اور "الحق" کا شمارہ آپکے حضور پیش کیا ۔ اسی طرح آپ نے "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر" کا حوالہ دیا ۔ میں نے کہا کہ آپکی اس عظیم تصنیف سمیت متعدد کتب سے اپنے سفرنامہ یورپ " ذوق پرواز" میں کافی استفادہ کیا ہے ۔ پھر اس کے بعد حضرت سے اکوڑہ خٹک تشریف لانے کیلئے کہا آپ نے فرمایا کہ میں تو اکوڑہ خٹک بار بار آچکا ہوں ۔ اگر صحت نے ساتھ دیا تو انشاء اللہ ضرور آؤں گا ۔ حضرت والد صاحب نے اس موقعہ پر آپکو "کاروان زندگی" کا لطیفہ بھی سنایا جو حضرت علی میاں کے ساتھ پیش آیا تھا ۔ اسکے بعد کھانے کا اہتمام ہوا اور میں نے حضرت کے ہاتھ دھلوانے کا شرف بھی حاصل کیا ۔ کھانے کے دوران حضرت نے نام لیکر مجھے مخاطب کیا اور خصوصی توجہ فرمائی ۔ اسکے بعد حضرت والدصاحب اسلام آباد کیلئے روانہ ہوئے اور حضرت سے فرمایا کہ راشد کو آپکے قدموں میں چھوڑ رہا ہوں ۔ تاکہ آپکے صحبت میں کچھ وقت گزار سکے ۔ شام کو رابطہ کی عامر ہوٹل میں دوسری نشست ہوئی ۔ مہمان خصوصی مولانا محمد رابع ندوی صاحب تھے ۔ پھر رات کو پی سی ہوٹل میں تیسری نشست ہوئی ؛ جسمیں حضرت نے خطاب فرمایا اور اہم شرکاء اور منتظمین کو شیلڈز پیش کیں ۔ حضرت مولانا فضل رحیم صاحب نائب صدر رابطہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا ۔ دوسرے دن بھی عامر ہوٹل میں سیمینار کی اہم نشستیں ہوئیں ۔ حضرت نے لاہور میں اپنے قیام کے تیسرے روز شیرانوالہ میں بھی تقریر فرمائی ۔ جسکے لفظ لفظ سے عقیدت ومحبت ٹپک رہی تھی ۔ حضرت علی میاں مدظلہ مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے شاگرد بھی رہے ہیں ۔ آخر میں مولانا میاں اجمل قادری صاحب نے پر تکلف عشائیہ کا اہتمام فرمایا ۔ مولانا اجمل قادری صاحب نے حضرت کا مختلف لوگوں سے تعارف کرایا ۔ مجھے بھی بلایا میرا تعارف کرایا ۔ حضرت نے مسکراکر فرمایا راشد تین چار روز سے ہمارے ساتھ ہی ہے ۔

(جاری ہے)